امامِ شاہ ولی اللہ اور حنفیت

(از جناب مولٰنا محمد یوسف صاحب فاضل بنوری استاذ جامعہ اسلامیہ رفیق مجلس علمی ڈابھیل ضلع سورت)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ سرزمین ہند کے ان اکابر میں سے ہیں جن کی نظیر نہ صرف اپنے عصر میں اور نہ صرف ہندوستان میں بلکہ بہت سے قرون اور ممالک اسلامیہ میں ڈھونڈھنے سے نہیں ملتی۔

حضرت موصوف، بقول حضرت حجۃ الاسلام مولٰنا محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند ان افرادِ امت میں سے ہیں کہ سرزمین ہند میں اگر صرف شاہ ولی اللہ ہی پیدا ہوتے تو ہندوستان کے لیئے یہ فخر کافی تھا۔

حضرت شاہ صاحب کی زندگی اور علمی و عملی کمالات کے اتنے گوشے ہیں کہ ہر ایک مستقل تصنیف کا محتاج ہے مثلاً حضرت ممدوح کی جامعیت اور تبحر، دقتِ نظر، ظاہری و باطنی علوم کا حیرت انگیز اجتماع، مکاشفات و کرامات، تصنیف و تالیف، ترجمہ قرآن کی بنیاد، نصابِ حدیث کی تاسیس، درس کی اصلاح۔ اسرار شریعت کی دل نشین اور موثر تشریح، کلام تصوف فلسفہ اخلاق اور نظامِ حکومت میں ان کے خاص خاص قابل قدر نظریات اصول تفسیر و اصول حدیث میں خاص خاص تحقیقات جہاد کا جوش، حکومت اسلامیہ کی خلافتِ راشدہ کے اصولوں پہ تشکیل و تاسیس وغیرہ وغیرہ اتنے کمالات و خصائص ہیں جو اہل نظر و فکر کے لیئے اور اہل دل و اہل ذوق ارباب قلم کیلیئے کافی جولانگاہ تحقیق و تدقیق ہیں، — حضرت موصوف کیا تھے؟ خدائے تعالےٰ کی ایک حجت قاطعہ تھی جو بارھویں صدی میں ہندوستان میں ظاہر ہوئی، میری بساط ہی کیا ہے کہ میں ارباب نظر کیلیئے شاہ صاحب کے کمالات کے کسی شعبہ پر ایسا لکھ سکوں کہ حق ادا ہو سکے تاہم حصول سعادت کیلیئے ایک موضوع پر کچھ اظہار رائے کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ عصر حاضر کے ذوق کے پیش نظر مجھے کوئی دلچسپ موضوع اختیار کرنا چاہیئے تھا مگر مندرجہ ذیل امور نے مجھے عنوان مندرجہ بالا پر کچھ اظہار کرنے کیلیئے مجبور کیا۔

(۱) حنفیت حقیقت میں ایک شرعی نظام قانون ہے جس کو اصحاب درایت اور ائمہٗ مذہب نے نظامِ عالم کیلیئے صلح ترین قانون سمجھا اور آخرت کیلیئے ایک نافع ترین ذریعہ نجات و وسیلہ سعادت خیال کیا۔

(۲) ہند اور بیرون ہند کے مخالف تقلید حضرات نے حضرت شاہ ولی اللہؒ کو بھی امام ابن حزم ظاہری علامہ ابن القیم اور خاص شوکانی کی طرح عدم تقلید کیلیئے ایک رکن رکین سمجھا بلکہ تقلید اور بالخصوص حنفیت کا دشمن ظاہر کیا۔

(۳) حضرت موصوف کی بعض تالیفات میں بعض ایسی عبارات بھی موجود ہیں جس نے ایک سطحی النظر شخص دیانت داری کے ساتھ حضرت شاہ صاحبؒ کے متعلق یہ رائے قائم کرسکتا ہے۔

اس موقع پر مناسب ہوتا کہ کچھ تفصیلی نظر اجتہاد و تقلید پر ڈال سکتا تاکہ کسی قدر واضح ہوجاتا کہ حضرت شاہ صاحب مجتہد تھے یا مقلد لیکن مضمون بہت طویل ہوجائے گا اس لیئے اس کے متعلق چند اشارات ہی پر اکتفا کرتا ہوں اور وہ اشارات بھی نہایت مجمل ہوں گے، لیکن انشاء اللہ اہل علم کے لیئے وہ کافی بھی ہوں گے:۔

۱۔ اگر قدما میں سے قاضی بکار اور امام طحاوی اور ابوبکر خصاف اور ابوبکر جصاص، قاضی ابو زید دبوسی شمس الائمہ سرخسی وغیرہ وغیرہ اور متاخرین میں سے امیر کاتب اتقانی، علاء الدین ماردینی، ابن الہمام ابن امیر الحاج، قاسم بن قطلو بغا وغیرہ مقلد ابو حنیفہ ہوسکتے ہیں حالانکہ یہ حضرات بھی اپنے خصوصی مختارات رکھتے ہیں تو پھر حضرت شاہ صاحب کا انہی کی طرح حنفی ہونا کیوں مستبعد ہو۔

نیز جبکہ قاضی اسمٰعیل، حافظ ابن عبدالبر، قاضی ابوبکر بن عربی، حافظ اصیلی، ابن رشد کبیر مالکی ہوسکتے ہیں۔ اور دارقطنی، بیہقی، خطابی۔ ابوالمعالی، امام الحرمین، غزالیؒ ابن عبدالسلام، ابن دقیق العید وغیرہ شافعی ہوسکتے ہیں، اور علیٰ ہذا جبکہ ابن جوزی ابن قدامۃ، ابن تیمیہ، ابن قیم وغیرہ حنبلی ہوسکتے ہیں، تو پھر اسی درجہ میں حضرت شاہ صاحب کو مقلد مذہب حنفی ماننے میں کیا اشکال ہوسکتا ہے۔

۲۔ چونکہ کسی امام صاحب مذہب کا متبع چند جزئی مسائل میں اگر اپنے امام کے خلاف رائے قائم کرے تو علماً امت میں اس کو اتباع و تقلید کے منافی نہیں سمجھا جاتا قریباً سب مذاہب کے علماء میں کثرت سے خاص خاص مسائل میں) بہت سے اختیارات اپنے ائمہ کے خلاف ملتے ہیں۔

۳۔ پس اگر آپ نے تقلید کے وسیع حدود کو ان اشارات اور امثلہ سے کچھ سمجھ لیا ہے تو پھر حضرت شاہ صاحب کی عبارات و ملفوظات سے یہ سمجھنا آپ کے لیئے آسان ہوجائے گا کہ حضرت ممدوح حنفی تھے یا غیر حنفی،

۴۔ اجتہاد و تقلید کے سمجھنے کے لیئے ایک حد تک حضرت شاہ صاحب کی تالیف "عقد الجید فی الاجتہاد و التقلید" عربی میں، اور اُردو میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی کتاب "الاقتصاد فی التقلید و الاجتہاد" اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن قدس سرہ کی کتاب ایضاح الادلہ کی دفعہ پنجم کافی و شافی ہیں۔

۵۔ ہر محدث کے لیئے یہ ضروری نہیں کہ وہ فقیہ بھی ہو جیسا کہ ہر فقیہ کا محدث ہونا ضروری نہیں نیز تفقہ کا علم تحدیث سے کہیں زیادہ مشکل ہے اس کی وضاحت کے لیئے مندرجہ ذیل دو واقعے پیش کرتا ہوں۔

۱۔ حافظ حدیث ابو عمر ابن عبدالبر مالکی اندلسی (المتوفی ۴۶۳ھ) اپنی کتاب جامع بیان العلم" میں فرماتے ہیں کہ امام حدیث اعمش (سلیمان بن مہران) کی مجلس میں ایک شخص آیا اور اعمش سے کوئی مسئلہ دریافت کیا

آپ کوئی جواب نہ دے سکے دیکھا کہ امام ابو حنیفہ تشریف رکھتے ہیں فرمایا کہ کہئیے نعمان! کیا ہے جواب؟ امام ابو حنیفہ نے فوراً جواب دیا۔ امام اعمش نے پوچھا کہ ابو حنیفہ! تم نے کہاں سے یہ جواب دیا ابو حنیفہ نے فرمایا کہ آپ ہی نے تو مجھے فلاں حدیث اپنی سند سے بیان کی تھی اسی سے یہ مسئلہ اس طرح نکلتا ہے الخ امام اعمش یہ دیکھ کر بے ساختہ فرمانے لگے :-

نحن الصیادلۃ و أنتم الأطبـاء (۱)

ہم تو عطار ہیں طبیب تو آپ لوگ ہیں

نیز امام ابن عبد البر اسی کتاب میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ اعمش نے امام ابو یوسف سے ایک مسئلہ دریافت فرمایا ابو یوسف نے جواب دیا آپ نے فرمایا یعقوب! (امام ابو یوسف کا نام ہے) تم نے یہ کہاں سے کہا؟ فرمایا اس فلاں حدیث سے جو آپ نے ہی مجھ سے بیان فرمائی ہے۔ اعمش فرمانے لگے :-

یا یعقوب انی لاحفظ ھذا الحدیث من قبل ان یجتمع ابواک ما عرفت تاویلہ الی الآن (۲)

یعقوب! یہ حدیث تو مجھے اس وقت سے یاد ہے کہ آپ کے والدین جمع بھی نہ ہوئے ہونگے لیکن آج تک مجھے اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

اور یہ اعمش وہ جلیل القدر امام ہیں جن کے متعلق امام بخاری کے استاذ علی بن المدینی فرماتے ہیں :-

حفظ العلم علی ائمۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ عمرو بن دینار بمکۃ والزھری بالمدینۃ وابو اسحاق السبیعی والاعمش بالکوفۃ وقتادۃ ویحیی بن ابی کثیر بالبصرۃ (۳)

امت محمدیہ کیلئے چھ محدثوں نے علم محفوظ کیا عمرو بن دینار نے مکہ میں زہری نے مدینہ میں اور ابو اسحاق و اعمش نے کوفہ میں اور قتادہ و یحیی بن ابی کثیر نے بصرہ میں

۴۔ امام حدیث ابو محمد الرامہرمزی اپنی کتاب "المحدث الفاصل" میں فرماتے ہیں :-

عن انس بن سیرین اتیت الکوفۃ فرأیت فیھا اربعۃ آلاف یطلبون الحدیث واربعمائۃ قد فقھوا ام (۴)

انس بن سیرین فرماتے ہیں کہ میں کوفہ آیا تو مشتغلین بالحدیث چار ہزار پائے اور فقہ صرف چار سو کو آیا تھا

اب تو شاید ہر منصف کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ فقہ کتنی مشکل چیز ہے اور صرف محدث بننے سے فقیہ نہیں بن سکتا اس قسم کے سیکڑوں نہیں ہزاروں واقعات سے اسلام کا علمی ذخیرہ بھرا پڑا ہے اس تمہید کے بعد میں اصلی مقصد کی طرف آرہا ہوں

(۱) مختصر جامع بیان العلم ص ۱۸۲

(۲) مختصر جامع بیان العلم ص ۱۸۵

(۳) تہذیب التہذیب لابن حجر ص ۲۲۳ ج ۴

(۴) مقدمہ نصب الرایہ ص ۳۹ [illegible]

حضرت شاہ کا مسلک انکی تالیفات کی روشنی میں

(۱) تفہیمات الٰہیہ ص۱۴۵ وص۱۴۹ ج ا میں فرماتے ہیں؎،

ان تشعب الدین طرقا و مذاهب وکون الامة فیها احزابا متحزبة ... عظیم هائل خاصتهم وعامتهم. فمن اهل الله من کشف له عن ارتباط کل قول نطق به فقیه من فقهاء الاسلام بالشریعة المحمدیة علی صاحبها الصلوات والتسلیمات ولم یکشف له عن الجادة القدیمة التی اقامها الله تعالی لعبادة ورضی لهم .... فسکت عن ترجیح بعض الاقوال علی بعض وحمل اختلافها علی العزیمة والرخصة

ومن اهل الله من تراءی له الجادة القویمة التی تؤدی الی ظاهر الشریعة والتی توارثها جماهیر المسلمین عن جهابذة التابعین عن کبار الصحابة والتابعین عن النبی صلی الله علیه وسلم کالمتناول بالید او لم یتوار تواریا عن ذلک ولکنه اشبه شیء بما تواتر ثم ... فرأی المتکلم فی ترجیح الراجح نصرا للدین وذبا عنه کاکثر الفقهاء والمحدثین تادبهم قد بالغوا فیه. ومن اهل الله من کشف له عن الامرین فسلمهما کلیهما علی معنی انهما من دائرة الشرع وان المتعبد بهما فی فسحة من دینه متدین لله تعالی معذور عند غیره وان الفضل للجادة القویمة وهی المرضیة عند الله تعالی کل الرضا.

ومن اعظم نعم الله تعالی علیّ ان جعلنی من الحزب الثالث وکشف لی عن اصل الشریعة وعن تبیانها الحاصل علی لسان النبی صلی الله علیه وسلم ثم عن تبیان تبیانها الحاصل علی السنة الصحابة والتابعین ثم عن ایضاحها وتدوین اصولها وفروعها الحاصل علی ایدی المجتهدین المتقدمین ثم عن شرح مذاهبهم واقاویلهم والتخریج علی قواعدهم الحاصل علی ایدی المتاخرین من الفقهاء فی کل مذهب، فکشف لی عن کل ذلک بترتیبه الواقع فی نفس الامر ... فرأیت کل قول قیل فی الدین مرتبطا باصل الشریعة بواسطة اوبغیر واسطة.

؎ چونکہ مضمون خالص علمی ہے اور صرف اہل علم ہی اس سے استفادہ کرسکتے ہیں اور وہی اس کے مخاطب بھی ہیں اس لیے شاہ ... کے تراجم درج کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی اور جتنا حصہ اس کا عام فہم ہوسکتا ہے وہ مولنا خیر محمد صاحب کے اوس ... سو اس مضمون کے بعد متصلاً درج ہے ۱۲ نعمانی غفرلہ

پھر ص۱۵۱ (ج اوّل) میں فرماتے ہیں

(۲) فکان من اعظم نعم اللہ تعالی ان کشف لی عن حقیقۃ حال المذاھب وحال المتقید ببعضھا وحال من اراد الانتقال الی مذھب بعد ما کان متقیداً بمذھب آخر، وحال من اخذ فی بعض المسائل بمذھب وفی البعض الآخر بمذھب آخر، وھل خیّر الشارع اولا لزم کل واحد ان یلتزم مذھبا واحداً۔

پھر ص۱۵۳ ج ا میں فرماتے ہیں :۔

(۳) وکشف لی أن الاختلاف علی اربعۃ منازل: اختلاف مردود ولیس لقائلہ ولمقلدہ من بعدہ عذر وھذا قلیل الوجود فی المذاھب الاربعۃ المدونۃ، واختلاف لقائلہ عذر ما لم یبلغہ حدیث صحیح دال علی خلافہ فاذا بلغہ فلا عذر لہ، واختلاف مقبول قد خیر الشارع المکلفین فی طرفیہ تخییراً ظاھراً مطلقاً کالاحرف السبعۃ من القرآن واختلاف ادرکنا کون طرفیہ مقبولین اجتھاداً واستنباطاً من بعض کلام الشارع صلوات اللہ وسلامہ علیہ والانسان مکلف بہ لا مطلقاً بل یشترط الاجتھاد وتاکد الظن وتقلید من حصل لہ ذلک

اور فیوض الحرمین ص۶۲ میں فرماتے ہیں :۔

(۴) سألتہ صلی اللہ علیہ وسلم سوالاً روحانیاً فنفخ الی نفخۃ ...... ونفخ نفخۃ اخری فتبین ان مراد الحق فیک ان یجمع شملاً من شمل الامۃ المرحومۃ بک، فایاک ان تخالف القوم فی الفروع فانہ مناقضۃ لمراد الحق ثم کشف انموذجاً ظھر لی منہ کیفیۃ تطبیق السنۃ بفقہ الحنفیۃ من الاخذ بقول احد الثلاثۃ وتخصیص عموماتھم والوقوف علی مقاصدھم والاقتصار علی ما یفھم من لفظ السنۃ ولیس فیہ تاویل بعید ولا ضرب بعض الاحادیث بعضا ولا رفضا لحدیث صحیح بقول احد من الامۃ وھذہ الطریقۃ ای اتمھا اللہ واکملھا فی الکبریت الاحمر والکبیر الاعظم۔

پھر ص۴۸ میں فرماتے ہیں :۔

(۵) عرفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی المذھب الحنفی طریقۃ انیقۃ ھی اوفق الطرق بالسنۃ المعروفۃ التی جمعت ونقحت فی زمان البخاری واصحابہ وذلک ان یؤخذ من اقوال الثلاثۃ قول اقربھم بھا فی المسألۃ ثم بعد ذلک یتبع اختیارات الفقھاء الحنفیین الذین کانوا من علماء الحدیث (۱) فرب شئ سکت عنہ الثلاثۃ

(۱) فیوض الحرمین کے ایک قلمی نسخہ میں جو کہ سندھ میں عبدالستار صاحب کے کتب خانہ میں ہے یہاں پر اتنی زیادتی موجود ہے کالحافظ ابی جعفر الطحاوی ۱۲ منہ غفرلہ

فی الاصول وما تعرضوا النفیہ و دلت الاحادیث علیہ فلیس بد من اثباتہ والکل مذہب حنفی اھ

پھر صفحہ ۶۴ میں فرماتے ہیں :-

(۶) واستفدت منہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ أمور خلاف ما کان عندی ....

وثانیہا الوصاۃ بالتقید بہذہ المذاہب الاربعۃ لا اخرج منہا، والتوفیق ما استطعت جبلتی تأبی التقلید وتأنف منہ رأساً لکن شئ طلب منی التعبد بہ بخلاف نفسی آھ

پھر اسی کے صفحہ ۱۰۳ میں فرماتے ہیں :-

(۷) اعلم ان الملل والمذاہب توصف بالحقیقۃ بالمعنیین احدھما جبلی والآخر دقیق یری من بعد ...... وکذلک معنی حقیۃ المذہب ان یکون احکامہ مطابقۃ لما قالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نفس الامر ولما کان القرون المشہود لہا بالخیر، وان کانت المسألۃ لا نص فیہا ولا روایۃ تحقیقہا ان تکون محفوفۃ بقرائن تورث غالب الظن بان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو تکلم فی المسألۃ لما نطق بغیر ھذا .... وکذلک المذہب ربما یکون العنایۃ المتوجہۃ الی حفظ ملۃ حقۃ متوجہۃ الی حفظ مذہب خاص بأن یکون حفظۃ المذہب یومئذ ہم القائمون بالذب عن الملۃ وھذا المعنی الدقیق لا یوقف علیہ الا بالنور النبوی .... فعرفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی المذہب الحنفی سراً غامضاً ثم لم ازل اتحاقق فی ھذا السر الغامض حتی شاہدت ان لہذا المذہب یومنا ھذا رجحانا علی سائر المذاہب بحسب ھذا المعنی الدقیق اھ

اور حجۃ اللہ صفحہ ۱۵۴ ج ۱ میں فرماتے ہیں :-

(۸) ومما یناسب ھذا المقام التنبیہ علی مسائل ضلت فی بوادیہا الافہام وزلت الاقدام وطغت الاقلام، منہا ان ھذہ المذاہب الاربعۃ المدونۃ المحررۃ قد اجتمعت الأمۃ او من یعتد بہ منہا علی جواز تقلیدہا الی یومنا ھذا وفی ذلک کلہ من المصالح ما لا یخفی لاسیما فی ھذہ الایام التی قصرت فیہا الہمم جدا واشربت النفوس الہوی واعجب کل ذی رأی برأیہ فما ذہب الیہ ابن حزم حیث قال التقلید حرام ولا یحل لاحد ان یاخذ قول احد غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا برہان .... انما یتم فیمن لہ ضرب من الاجتہاد ولو فی مسألۃ واحدۃ وفیمن ظہر علیہ ظہوراً بیّناً ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بکذا ونہی عن کذا وانہ لیس بمنسوخ الخ

عقد الجید میں ص۳۱ سے لے کر دو ورق تک اسی مضمون کو نہایت وضاحت و تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

اور حجۃ اللہ ص۱۵۶ ج ۱ میں فرماتے ہیں

(۹) ومنها ان التخریج علی کلام الفقهاء وتتبع لفظ الحدیث لکل منهما اصل اصیل فی الدین ولم یزل المحققون من العلماء فی کل عصر یأخذون بهما فمنهم من یقل من ذا ویکثر من ذاک۔ ۔ ۔ ۔ فلا ینبغی ان یهمل امر واحد منهما۔ ۔ ۔ ۔ وانما الحق البحت ان یطابق احدهما بالآخر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اھ

اور تفہیمات الٰہیہ ص۲۰۸ ج ثانی میں فرماتے ہیں :-

(۱۰) ونحن نأخذ من الفروع ما اتفق علیه العلماء لاسیما هاتان الفرقتان العظیمتان الحنفیة والشافعیة وخصوصاً فی الطهارة والصلوٰة فان لم یتیسر الاتفاق واختلفوا فنأخذ بما یشهد له ظاهر الحدیث ومعروفه ونحن لا نزدری احداً من العلماء فالکل طالبو الحق ولا نعتقد العصمة فی احد غیر النبی صلی اللہ علیه وسلم الخ

اور تفہیمات الٰہیہ ص۲۰۳ ج ۲ میں فرماتے ہیں :-

(۱۱) لیس منا من لم یتدبر کتاب اللہ ولم یتفهم حدیث نبیه صلی اللہ علیه وسلم، لیس منا من ترك ملازمة العلماء اعنی الصوفیة الذین لهم حظ من الکتاب والسنة او الراسخین فی العلم الذین لهم حظ من التصوف، او المحدثین الذین لهم حظ من الحدیث او الفقهاء الذین لهم حظ من الفقه اھ

نیز تفہیمات ص۲۴۰ ج ۲ میں ایک وصیت کے ذیل میں فرماتے ہیں :-

(۱۲) ودر فروع پیروی علماء محدثین کہ جامع باشند میان فقہ وحدیث و دائما تفریعات فقہیہ برکتاب وسنت عرض نمودن آنچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والا کالائے بد بریش خاوند دادن الخ

نیز اسی تفہیمات ص۱۱۵ ج ۲ میں فرماتے ہیں :-

(۱۳) فاذا رفع الیه قضیة فله ان یجتهد فیها برأیه ویتحری الصواب فان کان قد سبق فیها حکم لجماعة فعلیه ان لا یجاوزه وهی القیاس والاجماع الخ

(**فائدہ**) اس عبارت سے ایک خاص بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت شاہ صاحب کے نزدیک جو اہل اجتہاد بھی ہو اگر اس کے سامنے بھی کوئی ایسا نیا قضیہ پیش کیا جائے کہ علماء سابقین کا اس کے متعلق کوئی حکم موجود ہو اُس سے تجاوز نہ کرے۔

نیز اسی صفحہ میں فرماتے ہیں ــــــــ واذا انتحل رجل امراً ووافق ظنك فلا تجاوز عنه وهو الاجماع ولیلاً ظنیا

ولا قیاس ولا اجماع فی ماسوی ذلک"

اور اسی تفہیمات کے صفحہ ۲۱۱ ج ا میں فرماتے ہیں:۔

(۱۵) "وان قصرت افہامکم فلتستعینوا برأی من مضی من العلماء ما ترون احق واصرح واوفق بالسنۃ"

اور حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۰۰ ج ۱ میں حضرت شاہ صاحب اپنے مسلک کی وضاحت مندرجہ ذیل الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

(۱۶) "وھا انا بریٔ من کل مقالۃ صدرت مخالفۃ لآیۃ من کتاب اللہ او سنۃ قائمۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او اجماع القرون المشہود لہا بالخیر او ما اختارہ جمہور المجتھدین و معظم سواد المسلمین فان وقع شیٔ فانہ خطاء رحم اللہ من ایقظنا من سنتنا او نبھنا من غفلتنا اما ھولاء الباحثون بالتخریج والاستنباط من کلام الاوائل المنتحلون مذاھب المناظرۃ والمجادلۃ فلا یجب علینا ان نوافقھم فی کل ما یتفوھون بہ ونحن رجال وھم رجال والامر بیننا وبینھم سجال" اھ

ان تمام مذکورہ اقتباسات سے بآسانی ہم عمومی طور پر حسب ذیل نتائج اخذ کرسکتے ہیں:۔

۱۔ مذاہب اربعہ کی تقلید کرنا چاہیئے بالخصوص شر و فساد کے اس دور اور اتباع ہوی کے اس زمانہ میں اس شخص کے لیئے جو براہ راست کتاب و سنت سے استنباط نہ کرسکتا ہو ان مذاہب کی تقلید میں بہت سے مصالح ہیں۔

۲۔ کسی فقہی قیاسی مسألہ میں اگر سلف کا کوئی قول موجود ہو اور اس کے علم میں کسی صحیح حدیث سے مخالف نہ ہو تو اسے ماننا ضروری ہوگا۔

۳۔ اگر ائمہ کے اقوال یا کسی ایک امام کے اقوال میں اختلاف ہو تو جو مسلک کتاب و سنت سے زیادہ قریب ہو اس کو اختیار کرنا چاہیئے۔

۴۔ مذاہب اربعہ میں بہت کم ایسا کوئی مسألہ ملے گا جس کی کوئی دلیل موجود نہ ہو یا اس کے قائل یا اس کے مقلد کو معذور نہ سمجھ سکیں۔

۵۔ غور سے یہی معلوم ہوا کہ حنفی مذہب آج کل باقی مذاہب سے زیادہ بہتر ہے۔

۶۔ حنفی مذہب کی تقلید میں بہترین طریقہ یہ ہے کہ ابو حنیفہ ابو یوسف محمد بن الحسن تینوں ائمہ کے اقوال میں سے اُس کو لیا جائے جو حدیث سے زیادہ قریب ہو اور یہ مذہب حنفی کی تقلید کے مخالف نہیں۔

۷۔ صرف حدیث ہی پر قناعت کرکے فقہ سے بے بہرہ رہنا یا صرف فقہ پر کفایت کرکے حدیث سے محروم رہنا یہ غلو ہے افراط و تفریط ہے جو درست نہیں دونوں کو ملانا اور ان میں تطبیق دینا ضروری ہے اور یہی بہترین طریقہ ہے۔

۸۔ کسی دلیل قوی کی وجہ سے اگر کوئی مقلد اپنے امام کا مسلک چند مسائل میں ترک کردے تو یہ تقلید کے

منافی نہیں۔

۹۔ اگر کوئی مسالہ فقہ حنفی کی کتب ظاہر الروایۃ میں موجود نہ ہو اور حدیث میں مذکور ہو تو اس کو ضرور لینا ہوگا اور یہ مذہب حنفی کی تقلید کے خلاف نہ ہوگا۔

ایک مثال سے اسکی وضاحت

چنانچہ شاہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ ص۱۱ ج ۲ میں فرماتے ہیں:۔

"ومن قال مذهب ابی حنیفة رحمه الله ترك الاشارة بالمسبحة فقد اخطا ولا يعضده رواية ولا دراية قاله ابن الهمام نعم لم يذكرہ محمد فی الاصل وذكرہ فی الموطا ووجدت بعضهم لا يميز بين قولنا: ليست الاشارة فی ظاهر المذهب، وقولنا ظاهر المذهب انها ليست"

یعنی جس شخص نے یہ کہا کہ ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ تشہد میں اشارہ بالسبابہ نہ کرنا چاہیئے اس نے غلطی کی کیونکہ یہ عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے جیسا کہ ابن الہمام نے فرمایا: ہاں امام محمد نے اس مسئلہ کو مبسوط میں ذکر نہیں کیا (جو ظاہر الروایۃ کی کتابوں میں سے ہے) لیکن موطا میں اس کو ذکر فرمایا اور دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ فقہا کی ان دو تعبیروں میں فرق نہیں کر سکتے۔

(۱) اشارہ ظاہر مذہب میں نہیں (۲) ظاہر مذہب یہ ہے کہ اشارہ نہیں۔

حضرت شاہ صاحب کا مسلک

یہ تو شاہ صاحب کی مذکورہ بالا عبارات کے عمومی نتائج یا آپ کے اصولی نظریات تھے ان کے علاوہ انہی اقتباسات سے ہم حضرت شاہ صاحب کے مسلک کے بارے میں خصوصی طور پر مندرجہ ذیل نتائج پر بھی پہونچتے ہیں:۔

۱۔ ائمہ اربعہ کے اختلافات کے بارہ میں آپ کی پوری تشفی ہوگئی ہے اور ان کا صحیح منشا بھی سمجھ گئے ہیں۔

۲۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو وصیت فرمائی ہے کہ مذاہب اربعہ کے دائرے سے باہر نہ نکلیں اور جہاں تک ممکن ہو ان میں تطبیق دیں۔

۳۔ آپ کو اپنے طبعی رجحان یا میلان کے خلاف ان مذاہب کی تقلید پر مامور کیا گیا

۴۔ آپ کو حکم دیا گیا کہ فروعی مسائل میں بھی حنفیہ کے خلاف نہ کریں جب تک صراحۃً کسی حدیث کی مخالفت نہ ہو

۵۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اتنے علم و فہم سے نوازا جس کے ذریعہ ہندوستان میں رائج حنفیت کی اصلاح کر سکیں عام حنفی علماء کے غلو سے جو اس کے حقیقی خد و خال چھپ گئے ہیں اس کو واضح کر سکیں۔

۶۔ حنفیہ اور شافعیہ جس پر متفق ہوں اس پر آپ ضرور عمل کرتے ہیں اگر ان میں اختلاف ہو تو اس جانب کو اختیار کرتے ہیں جس کی تائید حدیث سے ہوتی ہو۔

۷۔ آپ مجتہدین امت کی اتباع ضرور کرتے ہیں متاخرین کی تخریجات جو وہ قدماء کے کلام سے کرتے ہیں یہ ضروری نہیں کہ

اسے بھی آپ قبول کریں۔

ان نتائج میں غور کرنے سے یہی معلوم ہوا کہ حضرت شاہ صاحب ایک فقیہ النفس حنفی محدث ہیں اور ان فقہاء محدثین کے زمرے میں ہیں جو قوی وضعیف صحیح وغلط اور راجح ومرجوح میں پوری بصیرت کے ساتھ فیصلہ کرسکتے ہیں یہ ظاہر ہے کہ ہندوستان میں اس درجہ کا کوئی حنفی محدث اور فقیہ النفس محقق دوسرا پیدا نہیں ہوا۔

حتی الوسع آپ حنفی مذہب ہی میں اس قول کو اختیار کرتے جو حدیث اور دوسرے مذاہب سے متفق ہو۔ اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ فقہاء حنفیہ میں شیخ ابن الہمام صاحب فتح القدیر اور آپ کے دو محقق شاگرد حافظ حدیث قاسم بن قطلوبغا اور محقق ابن امیر الحاج جو تفقہ نفس کے ساتھ تبحر حدیث، اطلاع رجال فی جرح وتعدیل اور اصول فقہ وغیرہ میں پوری دستگاہ رکھتے ہیں، اور بہت سے فروعی مسائل میں اپنی اپنی خاص رائے رکھتے ہیں اسی طبقہ میں حضرت شاہ صاحب کا بھی شمار ہونا چاہیئے بعض مسائل میں ان حضرات کا حنفیہ سے خلاف کرنا جیسے مذہب حنفی کے خلاف نہیں سمجھا جاتا اور اس کے باوجود ان کو فقہاء حنفیہ ہی میں شمار کیا جاتا ہے اسی طرح بعض مسائل واحکام میں مذہب حنفی کے خلاف شاہ صاحب کا رجحان نفس حنفی مذہب کے خلاف نہیں کہا جاسکتا ہے۔ ہندوستان کا عام مذہب حنفی تھا اور فتوحات اسلامیہ سے لیکر سلطان محمد شاہ کے آخری وقت تک یہی قانونی مذہب رہا سلطان عالمگیر اورنگ زیب رحمہ اللہ نے فتاوی عالمگیریہ تدوین کرایا ان مدونین میں جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہوگا حضرت شاہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم بھی شامل تھے اور آخری اسلامی دور کا یہی ہندوستان میں قانون رہا۔ ہندوستان کے حنفی محدثین میں شیخ محمد عابد سندھی صاحب "المواھب اللطیفۃ علی مسند ابی حنیفۃ" و"طوالع الانوار شرح الدر المختار" وغیرہ وشیخ محمد ہاشم سندھی، شیخ عبدالغفور سندھی، شیخ محمد قائم سندھی، شیخ ابوالحسن سندھی اور حضرت شاہ صاحب کے تلامذہ سے آپ کے جانشین شاہ عبدالعزیز اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور السید مرتضی بلگرامی زبیدی جو تبحر حدیث وغیرہ میں کچھ کم نہیں سب حنفی المذہب ہی ہیں حضرت شاہ صاحب کے بعد شاہ عبدالعزیز حنفی محدث آپ کے جانشین رہے اور شاہ عبدالعزیز کی جانشینی شاہ محمد اسحاق آپ کے نواسے نے کی اور شاہ اسحاق کے مسند نشین شیخ عبدالغنی مجددی ہوئے یہ سب بھی حنفی المسلک محدث تھے۔

شاہ صاحب کے فقہی مسلک کے سمجھنے کیلئے آپ کی علمی تاریخ کا پیش نظر ہونا بھی ضروری ہے جس کا مختصر قواعدہ ہے کہ حضرت ممدوح نے شروع میں حضرت والد ماجد شاہ عبدالرحیم وغیرہ علماء سے علوم حاصل کیئے اور فقہ حنفی رہا اور جب تک ہندوستان میں تھے اور حرمین شریفین کی زیارت کو نہیں گئے تھے آپ پر فقہ حنفی کا اثر تھا، ۱۱۴۳ھ میں جب مدینہ منورہ پہونچے اور شیخ ابوطاہر کردی شافعی سے تلمذ ہوا تو اس کے بعد فقہ شافعی کا اثر بھی ساتھ ہوگیا اور کتاب الام جو امام شافعی کی کتاب ہے اس کے مطالعے سے فقہ شافعی کا اثر اور بڑھتا گیا۔ آخر میں نامہ [illegible]

کی کتاب موطا کی طرف بہت توجہ ہوئی اور اس کی عربی و فارسی میں دو شرحیں مختصر لکھیں اور اس کی وجہ سے مذہب مالکی کا اثر بھی آپ پر پڑھا ــــ لیکن آپ اکثر امام مالک کا مذہب موطا کی روایتوں ہی کو ٹھہرلتے ہیں حالانکہ فقہ مالکیہ میں بہت سے موطا کے اقوال مہجور ہیں اور مذہب میں داخل نہیں۔

امام احمد کا مذہب حقیقت میں امام شافعی کے مذہب کی فرع ہے بلکہ ظاہریت و اجتہاد میں ایک شاخ ہے مشکل سے امام احمد کا کوئی ایسا قول ملے گا جو مذہب شافعی میں کوئی روایت اس کے مطابق نہ ہو غرض اس طرح سے آپ کی طبیعت پر مذاہب اربعہ کی فقہ اثر انداز ہوتی گئی اور اس کی خواہش ہوئی کہ ایک ایسا جامع مسلک اختیار کیا جائے جس کے ذریعہ مذاہب میں تطبیق و توفیق ہوجائے، سارے احکام کے ذخیرہ میں بیس مسائلے ایسے نہیں ملیں گے جس میں امام ابوحنیفہ متفرد ہوں، یا ابوحنیفہ کا کوئی قول یا ابو یوسف و محمد کا کوئی قول امام شافعی کے موافق موجود نہ ہو اس لیے آپ نے جامعیت مذاہب کا یہ مسلک اختیار کیا لیکن اس طرح پر کہ اس جامعیت کو اختیار کرکے بھی آپ حنفی رہ سکیں کیونکہ "وایاك ان تخالف القوم فی الفروع" (خبردار اپنی قوم یعنی اہل ملک کی فروعی مسائل میں مخالفت نہ کرنا) آپ کو سرکارِ مدینہ کا حکم مل چکا تھا جیسا کہ فیوض الحرمین کے مذکورہ بالا اقتباسات میں گزر چکا۔

یہاں تک لکھ چکا تھا کہ شاہ صاحب کا ایک مکتوب "کلمات طیبات" کے ص۱۶۱ پر دیکھا جو کچھ میں لکھ چکا ہوں اس مکتوب سے اور اس کی تائید نکلتی ہے ممکن ہے کسی کو کچھ غلط فہمی ہوجائے اس لئے نقل کرکے چند جملے عرض کرونگا

سوال آنکہ عمل تو در مسائل فقہیہ بر کدام مذہب ست؟

"گفتم بقدر امکان جمع می کنم در مذاہب مشہورہ مثلاً صوم و صلاۃ و وضو و غسل و حج بوضعے واقع می شود کہ ہمہ اہل مذاہب صحیح دانند و عند تعذر الجمع باقوی مذاہب از روے دلیل و موافقت صریح حدیث عمل می نمایم۔ و خدائے تعالٰے ایں قدر علم دادہ است کہ فرق میان ضعیف و قوی کردہ شود و در فتوی بحال مستفتی کار میکنم معتقد ہر مذہبی کہ باشد او۔ از ہماں مذہب جواب می گویم خدائے تعالٰے بہر مذہبے از مذاہب مشہورہ معرفتے دادہ است الحمد للہ تعالٰے" اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ مجتہد مطلق نہ تھے بلکہ ان محدثین و فقہاء راسخین میں سے تھے جو مذاہب کے احکام و ادلہ سامنے رکھ کر قوی و ضعیف کا فیصلہ بخوبی کرسکتے ہیں ورنہ جو شخص درجہ اجتہاد مطلق کو پہونچ جائے اس پر تقلید دوسرے کی حرام ہوجاتی ہے وہاں تو اس کی گنجائش نہیں نکلتی کہ بناء بر احتیاط مذاہب میں تطبیق و توفیق دیتے رہیں۔ پس یہ جامعیت کا مسلک ہی خود ہمیں بتلا رہا ہے کہ آپ مجتہد نہ تھے ورنہ جواب میں صاف فرما دیتے کہ میں اپنے عصر کا خود مجتہد ہوں کسی خاص مذہب کا پابند نہیں بلکہ غور سے کچھ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بجائے کسی ایک مذہب کے اتباع کے مذاہب اربعہ اور بالخصوص حنفیہ و شافعیہ سب کا اتباع ایک حد تک ضروری سمجھتے ہیں۔ نیز یہ معلوم ہوا کہ عوام

امت کیلئے اپنے اپنے مذاہب کی تقلید ہی ضروری جانتے ہیں اس لیے استفتاء میں مستفتی کا خیال کرتے ہیں اور
اس کو اسی کے مذہب کے مطابق فتوے دیتے ہیں اگر آپ مجتہد ہوتے تو اپنی رائے کے مطابق جس کو صحیح خیال
فرماتے وہی جواب دیتے بہرحال مدارک اجتہاد کا سمجھنا بھی ہم جیسوں کا کام نہیں، حضرت شاہ صاحبؒ کے لیے
یہ فخر کافی ہے کہ مختلف فضائل و کمالات کے ساتھ مدارک اجتہاد و ائمہ کی منشا اختلاف کو وہ سمجھتے ہیں اور
ترجیح و تمیز پر بصیرت کے ساتھ قادر ہیں خلاصہ یہ ہے کہ آپ مفتی فقیہ، اور فقیہ محدث کے درجہ میں ایک جلیل القدر
دقیق النظر فقیہ واسع الاطلاع محدث ہیں، اس موضوع کے اطراف و جوانب ابھی بہت کچھ تشنہ تحقیق ہیں،
نیز حضرت شاہ صاحب کے مسلک کے متعلق آپ کی تصنیفات میں بہت کچھ ذخیرہ اس کے علاوہ بھی موجود ہے۔
لیکن اس وقت اس فرصت میں اسی مختصر مضمون پر کفایت کرتا ہوں توقع ہے کہ اہل علم و طلبہ کیلئے بصیرت سے
خالی نہ ہوگا واللہ ولی التوفیق والهداية۔